ڈاکٹر مزمل حسین

پرنسپل، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، کوٹ سلطان، لیّہ

سید فدا حسین اویسؔ، ایک گمنام اقبال شناس

Dr Muzammil Hussain

Principal, Govt. Post Graduate College, Kot Sultan, Leyyah

Syed Fida Hussain Awais: An Unknown Scholar of Iqbaliat

Layyah has always been of great worth and value regarding learning and literature. In spite of being located away from the literary centres, Layyah has always enjoyed a prestigious status among the literary sprereoes of the country, Hakim Fida Hussain lived Kotla Haji Shah, a village located at he outskirts of Layyah.In spite of unfawourable circumstances and the wide distance, at which he found himself from Lahore, he managed to be in the company of Iqbal quite regularly. He also had the honor of being the pupil of Iqbal.

سید فدا حسین اویسؔ (1901ء_ 1988ء) لیہ کی مضافاتی بستی کوٹلہ حاجی شاہ میں پیدا ہوئے۔ پروفیسر فقیر شمیم اعجاز ان کی سوانح اور علمی و ادبی حیثیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> حکیم سید فدا حسین صاحب 5 جنوری 1901ء میں پیدا ہوئے۔ 6 سال کی عمر میں سکول میں داخلہ لیا۔ 11 سال کی عمر میں پرائمری پاس کر سکول کو خیر باد کہا اور مذہبی علوم کی طرف رغبت فرمائی اور کوٹلہ حاجی شاہ کے جید عالم باعمل قبلہ وکعبہ السید کرم حسین شاہ صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ 6 سال ان سے عربی، فارسی کا درس لیتے رہے چونکہ آپ نے طبیعت موزوں پائی تھی اس لیے شعراء کے کلام سے دلچسپی بڑھی۔ 1918ء میں آپ نے علامہ محمد اقبال اور اسد اللہ خان غالبؔ کے مجموعۂ کلام کی اوراق گردانی کی اور ان کے کلام کو دیکھ کر ان کے دل میں علامہ اقبال سے ملاقات کرنے کا اشتیاق ہوا۔ فروری 1926ء کے اواخر میں آپ کو لاہور جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں علامہ مرحوم سے پہلی دفعہ شرف حضوری حاصل ہوا۔ جو عقیدت کا رنگ اختیار کر گیا۔ چونکہ خود انھیں (اویسؔ) شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ اس لیے علامہ مرحوم جیسے عظیم شاعر کو استاد بنانا فخر سمجھا اور ان کے شرف حضوری شاگرد ہوئے خود ایک عظیم شاعر ہیں۔ نامساعد حالات نے کوئی مجموعۂ کلام شائع نہیں کروانے دیا کیونکہ ایسی نادرِ روزگار ہستیاں ہمیشہ آشوب روزگار میں مبتلا رہتی ہیں بس

یہی کیفیت یہاں بھی تھی۔(۱)

سید فدا حسین اویسؔ کی مادری زبان سرائیکی تھی اور پیشہ کے اعتبار سے آپ حکیم تھے۔عقیدے کے لحاظ سے شیعہ تھے اور اہل بیت کے ساتھ گہری وابستگی رکھتے تھے حضرت علیؑ کیساتھ عشق کی ایک وجہ انؑ کا ''باب العلم'' ہونا ہے اس لیے آپ (اویسؔ) عمر بھر علم وادب کے ساتھ وابستہ رہے۔شاعری کا بہت اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور آپ کے مطالعہ میں فارسی اور اردو کی کلاسکی شاعری شامل تھی۔آپ کا یہی ذوق وشوق تھا جس نے انھیں لاہور سے سیکڑوں میل دور بیٹھ کر بھی اقبالؔ کے قریب کر دیا۔اس تناظر میں وہ خود کہتے ہیں:

> انسان کی زندگی کے چند لمحات اتنی خوش بختی کے حامل ہوتے ہیں کہ آنے والی پوری زندگی پہ چھا جاتے ہیں۔1926ء میرے لیے ایسا ہی خوش بختی کا حامل سال تھا۔پھر اس پورے سال میں سے وہ لمحات میری زندگی کے سنہری لمحات تھے جب میں حکیم الامت علامہ محمد اقبال کے حضور موجود تھا۔آج بھی جب مجھے اس ملاقات کا خیال آتا ہے تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں ایک سنہری خواب دیکھ رہا ہوں اور علامہ مرحوم کی آواز میرے ذہن میں گونجنے لگتی ہے گو وہ ملاقات مختصر تھی لیکن وہ اتنی قیمتی تھی کہ اس نے میرے لیے علامہ کی محفل میں جگہ پیدا کر دی اور پھر ان ملاقاتوں کا ایک سلسلہ شروع ہوا جو تکلف کی فضا سے آہستہ آہستہ بے تکلفی میں تبدیل ہوتا گیا۔ان کی ملاقات میری یادداشت میں بیسیوں اقوال درج کرتی ہے کئی واقعات ہیں جو ان ملاقاتوں سے رونما ہوئے جنھیں لکھنا خود علیحدہ ایک کتاب بنانے کے مترادف ہے۔14 اپریل 1938ء کو میں نے ان کی علالت کا سنا تو فوراً لاہور پہنچا،دہلی مسلم ہوٹل انارکلی میں رہائش پذیر ہوا۔ان کے مکان کے بیسیوں چکر لگائے۔علی بخش نے ہر بار یہی جواب دیا ملاقات بند ہے روزنامہ اخبارات میں ان کی صحت کا جائزہ شائع ہوتا تھا۔21 اپریل کی صبح کو جب میں نے اخبار دیکھا تو علامہ مرحوم کے سفرِ آخرت کی خبر پڑھ کر ازحد صدمہ ہوا۔(۲)

سید فدا حسین اویسؔ سادہ اور درویش منش انسان تھے اہل بیت اور اولیاء کرام سے زبردست عقیدت کی بنا پر مزاج میں ٹھہراؤ غالب تھا۔خوش خلقی،بول چال اور خطابت میں سحر انگیزی آپ کی شخصیت کے خوش نما پہلو تھے۔(۳) فارسی،عربی اور اردو میں دسترس رکھنے کا یہ عالم تھا کہ ان تینوں زبانوں کی شاعری کو بآسانی فنی اور فکری سطح پر جا کر جانچ لیتے تھے۔غالبؔ اور اقبال کو سب سے زیادہ پسند کرتے تھے۔پسندیدگی کی یہی وجہ تھی کہ آپ نے اقبال اور غالب کا تقابلی جائزہ پورے علمی وفنی پس منظر میں کر ڈالا۔اس سلسلے میں شیخ عبدالقادر کے حوالے سے ان کا بیان دیکھئے:

> غالب اور اقبال میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔اگر میں تناسخ کا قائل ہوتا تو ضرور کہتا کہ مرزا اسداللہ خاں غالب کو اردو فارسی شاعری سے جو عشق تھا اس نے ان کی روح کو عدم میں جا کر چین نہ لینے دیا اور مجبور کیا کہ وہ پھر کسی جسد خاکی میں جلوہ افروز ہو کر شاعری کے چمن زار کی آبیاری کرے۔یعنی شیخ عبدالقادر صاحب کے خیال میں اقبال و غالب ایک روح کے دو جنم تھے۔یہی نظریہ تھا جس نے مجھے موازنہ لکھنے پر اکسایا اور اردو کے عظیم شعراء کے اشعار کو Analyze کرنے میں میرے ذہن کارفرما ہوا۔(۴)

''موازنہ اقبال وغالب'' میں سید فدا حسین اویس نے اقبال کا ایک بیان نقل کیا ہے جس سے فکری اور روحانی سطح پر اقبال کی غالب کے ساتھ وابستگی کا پتا چلتا ہے:

میں نے خود جناب حکیم الامت سے سنا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ جب بھی میں نے غالبؔ جیسے چند شعر کہہ لیے
میں شاعری ترک کردوں گا کیونکہ یہ میری معراج ہوگی یہ ان کی قدردانی تھی ورنہ اس عظیم شاعر کے مقابلے
میں اقبال کا پیام عظیم تر ہے وہ (غالبؔ) صرف شاعر تھے اور یہ فلسفی بھی تھے۔(۵)

اس بیان کے بعد اویسؔ نے اپنی کتاب ''موازنہ اقبال وغالب مع تشریح'' کے آغاز میں بانگ درا میں شامل وہ نظم جو بعنوان ''مرزا غالب'' ہے کو بھی پیش کر دیا ہے۔ اس نظم میں غالبؔ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے:

لطفِ گویائی میں تری ہمسری ممکن نہیں　　ہو تخیل کا نہ جب تک فکر کامل ہم نشیں
ہائے! اب کیا ہوگئی ہندوستاں کی سرزمیں　　آہ! اے نظارہ آموز نگاہ نکتہ بیں

گیسوے اردو ابھی منت پذیر شانہ ہے
شمع یہ سودائی دل سوزی پروانہ ہے(۶)

''موازنہ اقبال اور غالب'' میں اویسؔ نے 19 مختلف عنوانات سے اقبال اور غالب کے ان اشعار اور مضامین کو اپنے مطالعات کا حصہ بنایا ہے جو موضوعاتی سطح پر تقریباً ایک سے ہیں۔ اویسؔ نے اپنی اس کتاب میں اس تقابلی تنقید کو آگے بڑھایا ہے جو عرب اور یورپ کی ادبیات میں پہلے سے موجود تھی۔ دعبل خزاعی کا لغت میں حسان بن ثابت سے موازنہ تاریخ کا حصہ ہے۔ انگلستان میں ڈرائڈن اور رابرٹ براوننگ کی شعریات کا موازنہ، ایران میں ظہوری اور نظیری کا موازنہ اور ہندوستان میں انیس ودبیر کا موازنہ قابل ذکر ہیں۔ اویسؔ نے ان عنوانات کے تحت غالب اور اقبال کا موازنہ پیش کیا ہے:

مدحِ امیر کائنات:

وردِ من بود غالب یا علی ابو طالب
نیست بخل با طالب اسم اعظم از من پرس
(غالبؔ)

ہمیشہ وردِ زباں ہے علی کا نام اقبال
کہ پیاس روح کی بجھتی ہے اس نگینے سے
(اقبالؔ)7

اویسؔ نے اس ذیل میں اقبال اور غالب کے پانچ پانچ اشعار بطور امثلہ تحریر کیے ہیں۔

مدح حضرت امام حسین علیہ السلام:

رشک آیدم بہ ابر کہ در حد وسع اوست
برخاکِ کربلا معلّی گریستن !!!
(غالب)

اے صبا اے پیکِ دور افتادگاں
اشکِ مابر خاکِ پاک اورساں
تارِما از زخم او لرزاں ہنوز !!!
تازہ ازتکبیر او ایماں ہنوز!!
(اقبال) (۸)

اس عنوان میں اویس نے دو، دومثالیں پیش کی ہیں:

شانِ رحمت:

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا
(غالب)
پرسشِ اعمال سے مقصد تھا رسوائی مری
ورنہ ظاہر تھا سبھی کچھ کیا ہوا کیونکر ہوا
(اقبال) (۹)

اویس نے اس موضوع کی ذیل میں چار، چار مثالیں دی ہیں۔

رندانہ شوخی:

یارب تو کجائی کہ بہ مازر نہ دہی
بیداد خدائی کہ بہ مازر نہ دہی

نے نے تو نہ غائبی ونے بیر حمی
بے مایہ چوں مائی کہ بہ مازر نہ دہی
(غالب)

ترے شیشے میں مئے باقی نہیں ہے
بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے
(اقبال) (۱۰)

حکیم سید فدا حسین شاہ نے ''رندانہ شوخی'' کے پس منظر میں غالب اور اقبال کے کلام سے چار چار مثالیں پیش کر کے مشرقی

شعری روایت کی ''رندانہ'' شاعری کو اجاگر کیا ہے۔

تصوف:

عربی، فارسی اور اردو شاعری میں ''تصوف'' کی ایک مستحکم روایت موجود ہے۔ غالب اور اقبال کی شعریات بڑی حد تک فلسفیانہ مزاج سے ہم آہنگ ہیں مگر اویسؔ نے ان دونوں شعراء کے ہاں متصوفیانہ موضوعات میں کئی اشتراک تلاش کر کے غالب اور اقبال کو اس روایت کے ساتھ ہم آہنگ کر دیا ہے۔

حسرت وصل از چہ روچوں بہ خیال سرِ خویشم
ابر اگر بالید برلبِ جوئیست کشتِ ما!!!
(غالب)
دے کہ تاب تب لا یزال می طلبد
کر اخبر کہ شود برق یا شرر گردد
(اقبال) (۱۱)

اس مضمون کے پس منظر میں اویسؔ نے مفصل تقابل کیا ہے اور دونوں شعراء کے ہاں بیس، بیس اشعار کو بطور امثلہ پیش کیا ہے۔

طلبِ مولا_ خلوص:

اس موضوع کے پس منظر میں فدا حسین اویسؔ اخلاص کی بات کرتے ہیں کہ ایسا عشق بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے جس کے پیچھے کوئی غرض، لالچ اور مفاد پوشیدہ نہ ہو۔ اہل عرفان کے نزدیک وہ عبادت شرک کے مترادف ہو جاتی ہے جو جنت کے شوق اور جہنم کے خوف سے کی جائے۔ جنت اور جہنم دونوں مخلوق ہیں اور مخلوق سے خوف و رجا وابستہ کرنا شرک ہے۔ اس مضمون کو مدنظر رکھ کر انھوں نے ''طلب مولا_ خلوص'' کا عنوان تجویز کیا ہے۔

در گرم روی سایہ وسرچشمہ بخویم
باما سخن طوبیٰ وکوثر نتواں گفت
(غالبؔ)
جس کا عمل ہے بے عرض اس کی خبر کچھ اور ہے
حور وخیام سے گزر بادہ وجام سے گزر !!
(اقبال) (۱۲)

اس موضوع کی ذیل میں اویسؔ نے غالبؔ اور اقبالؔ کے کلام سے پانچ پانچ مثالیں دے کر ان کے شاعرانہ خلوص کو اجاگر کیا ہے۔

ناقدریٔ عالم:

انسان کی ناقدری اور بے توقیری، مشرقی شعریات کا نمایاں موضوع ہے۔ اویسؔ نے غالب اور اقبال کے ہاں

اس موضوع کے اشعار تلاش کر کے دونوں شعراء کے باہمی اشتراک کو ایک رخ بخشا ہے۔

عشوۂ مرحمت چرخ مخرکہ ایں عیار
یوسف از چاہ بر آرد کہ بہ بازار برد
(غالب)

رہ و رسمِ فرمانروایاں شناسم
خزاں بر سر بام و یوسف بچا ہے
(اقبال) (۱۳)

ناقدری عالم کے موضوع کے پس منظر میں غالب اور اقبال کے ہاں کئی اشعار مشترک نوعیت کے مل سکتے ہیں مگر فاضل مصنف نے صرف 4 اشعار پر اکتفا کیا ہے۔

خودداری:

انا، خودداری اور غیرت فارسی اور اردو شاعری کے مقبول موضوعات ہیں۔ بطور خاص غالب اور اقبال کا شمار اس تناظر میں نمایاں ترین ہے۔

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے
(غالب)

اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے میناوجام پیدا کر
(اقبال) (۱۴)

خودداری کی ذیل میں تین، تین، اشعار کی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

زبوں حالیِ اہل اسلام:

اسلام کی عظمت اور پھر اہل اسلام کی زبوں حالی اقبال کا مرغوب موضوع ہے۔ مگر کہیں کہیں غالب نے بھی اس موضوع کو اپنے اشعار کا حصہ بنایا ہے۔

وفاداری بشرطِ استواری اصل ایماں ہے
مرے بت خانے میں تو گاڑو کعبہ میں برہمن کو
(غالب)

دیکھ مسجد میں شکستہ تسبیح ہنگام شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
(اقبال) (۱۵)

اس ذیل میں غالب اور اقبال کی شاعری سے تین، تین مثالیں اصل کتاب میں شامل ہیں۔

تعلی:

مشرقی شعریات میں شاعرانہ تعلی کا بیان عام ملتا ہے۔ غالب اور اقبال بھی کسی سے پیچھے نہیں۔

میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھل گیا
بلبلیں سن کر مرے نالے غزل‌خواں ہوگئیں
(غالب)

اڑا لی طوطیوں نے قمریوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرز فغاں میری
(اقبال) (۱۶)

''تعلی'' کے پس منظر میں غالب اور اقبال کے کلام سے چھ، چھ مثالیں لی گئی ہیں:

زہد و رندی:

زہد اور رند کے درمیان چشمک اتنی ہی قدیم ہے جتنی مشرقی شاعری، زہد ریا کی اور رند بے باکی، سرکشی، سچائی اور انسان دوستی کی علامت ہے۔ تمام مشرقی شعراء نے زہد کو مشکوک نگاہوں سے اور رند کو مثالی کردار کی صورت میں دیکھا ہے۔ سید فدا حسین اویسؔ نے غالبؔ اور اقبال کے خوب صورت اشعار کا انتخاب کیا ہے:

غالبؔ برا نہ مان جو واعظ برا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے
(غالب)

غرورِ زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو
کہ بندگانِ خدا پر زباں دراز کرے
(اقبال) (۱۷)

زہد و رندی کے پس منظر میں مصنف نے غالب اور اقبال کے ہاں دس، دس اشعار کا انتخاب کر کے غالب اور اقبال کی تفہیم کے نئے راستے تلاشے ہیں۔

دام صیاد:

قفس، صید، صیاد، چمن، فصل گل، خزاں، گلستاں، آشیاں، طاقتِ پرواز، نشیمن وغیرہ، فارسی اور اردو کی معروف لفظیات ہیں۔ غالب اور اقبال نے نہ صرف ان لفظیات کا استعمال تواتر سے کیا ہے بلکہ ''دام صیاد'' کو بھی ایک موضوع کے طور پر بھی بیان کیا ہے۔

خزاں کیا فصل گل کہتے ہیں کس کو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے
(غالب)
خزاں میں بھی کب آ سکتا تھا میں صیاد کی زد میں
مری غماز تھی میرے نشیمن کی کم اوراقی !!!
(اقبالؔ) (۱۸)

''دام صیاد'' کے عنوان میں غالب اور اقبال کے کلام سے چار، چار اشعار بطور امثلہ دیے گئے ہیں۔

ستارہ شناسی:

راز دار تو د بدنام کن گردشِ چرخ
ہم سپاس از تو دہم ہم شکوہ زاختر دارم
(غالب)

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخیِ افلاک میں ہے خوار و زبوں
(اقبال) (۱۹)

اختر شماری، نجوم شناسی اور علم نجوم سے متعلق کئی مضامین مشرقی شاعری کا حصہ ہیں۔ غالبؔ اور اقبال کے ہاں بھی نجوم سے متعلق کئی اشعار ملتے ہیں۔ اویسؔ نے اس پس منظر میں دونوں شعراء کے ہاں دو، دو اشعار کی مثالیں پیش کی ہیں۔

تلخ حقائق:

زیست انسانی کی تلخیاں اور حالات و واقعات کی سنگینیاں اردو، فارسی شاعری میں جگہ جگہ دکھائی دیتی ہیں۔ فاضل مصنف نے اس تناظر میں غالب اور اقبال کے ہاں 9 اشعار کی ایسی مثالیں پیش کی ہیں جن میں موضوعاتی اشتراک موجود ہے۔

کر دیا ضعف نے عاجز غالبؔ
ننگِ پیری ہے جوانی میری
(غالب)
جوانی ہے تو لطفِ دید بھی ذوقِ تمنا بھی
ہمارے گھر کی آبادی قیامِ مہماں تک ہے
(اقبال) (۲۰)

بے ثباتی:

زندگی کی بے ثباتی فارسی اور اردو شاعری کا مرغوب موضوع ہے۔اویس نے غالب اور اقبال کے ہاں اس کی چار، چار مثالیں تلاشی کی ہیں۔

وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں
اٹھو کہ اب وہ لذتِ خواب سحر گئی
(غالبؔ)
کٹی ہے رات تو ہنگامہ گستری میں تری
سحر قریب ہے اللہ کا نام لے ساقی
(اقبال) (۲۱)

عاشقانہ:

عاشقانہ مضامین مشرقی شعریات کے نمایاں پہلو ہیں۔کلاسکی شاعری سے لے کر جدید شاعری تک یہ مضامین تواتر کے ساتھ بیان ہورہے ہیں۔غالبؔ اور اقبالؔ کے ہاں اس تحقیق کی جائے تو اس موضوع کے متعدد اشعار مل جائیں گے۔مگر اویس نے دونوں شعراء کے کلام سے صرف دو، دو اشعار کی مثالیں پیش کی ہیں۔

اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا !!
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا
(غالب)
بھری بزم میں اپنے عاشق کو تاڑا
تری چشم مستی میں ہشیار کیا تھی
(اقبال) (۲۲)

متفرق:

اس عنوان کے تحت اویس نے تقریباً 14 مثالیں دی ہیں۔ یہاں پر انھوں نے اسلوبیاتی اور فکری سطح پر غالب اور اقبال کے کلام سے اشتراکات ڈھونڈے ہیں۔

میں جو گستاخ ہوں آئین غزل خوانی میں
یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے
(غالب)
چپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند
(اقبال)

لب خشک و تشنگی مردگاں کا
زیارت کدہ ہوں دل آرزدگاں کا
(غالب)
زیارت گاہِ اہل عزم وہمت ہے لحد میری
کہ خاکِ راہ کومیں نے بتایا راز الوندی
(اقبال) (۲۳)

یہ آخری دواشعاران مثالوں میں سے لے گئے ہیں جواویس نے بغیرتشریح کے درج کئے ہیں اوران کاعنوان یہ لکھاہے:چنداشعاربغیرتشریح کےلکھ رہاہوں'':

آخری کلام:

زیرنظرکتاب میں''آخری کلام'' اختتامیہ عنوان ہے۔اس عنوان کے تحت انھوں نے جوغالب اوراقبال کے اشعاردرج کئے ہیں۔ان کے بارے میں ان کا(اویس) کہناہے کہ یہ وہ اشعار ہیں جوغالب اوراقبال نے اپنی اپنی زندگیوں کی آخری سانسوں میں کہے تھے۔وہ غالبؔ کے آخری لمحات کے بارے میں رقمطراز ہیں:

اپنی زندگی کے آخری لمحات کے چندسالوں کامستعارلے کرمرزاصاحب مرحوم نے یہ شعرموزوں فرمایا۔احباب عیادت کے لئے حاضرہوئے۔آپ بستر پرآرام فرماتھے۔مزاج پرسی کرنے والوں نے مزاج پوچھاتو صحت مندانہ لہجے میں مرزاصاحب نےفرمایا:

دم واپسیں برسرراہ ہے
عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے

کچھ لمحات کے بعدآپ کی روح نےقفس عنصری سے پرواز کیا''(۲۴)۔اناالله وان علیه راجعون

اقبال کےآخری لمحات کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

21اپریل 1938ء کی آخری شب کے چندقیمتی لمحات میں شاعرحجاز نےصحت کے لہجے میں جورباعی دہرائی وہ''پیام مشرق''میں درج ہے۔ان کی زبان مبارک سے نکلنے والے یہ آخری الفاظ آج تک فلکِ گنبد بے درمیں گونج رہے ہیں،فرماتے ہیں:

سرودِرفتہ باز آید کہ ناید
نسیمے از حجاز آید کہ ناید !!
سرآمد روزگارے ایں فقیرے
دگردانائے رازآیدکہ ناید(۲۵)

حسن اتفاق دیکھئے کہ غالب اوراقبال نے اپنے اپنے آخری لمحات میں ایک ہی جیسے جذبات کااظہار کیاہےاس سےاس بیان کی تصدیق بھی ہوجاتی ہے۔جوشیخ عبدالقادر نےاقبال کےکلام پرتبصرہ کرتے ہوئے کہاتھاکہ:

غالب اور اقبال میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔اگر میں تناسخ کا قائل ہوتا تو ضرور کہتا کہ مرزا اسداللہ خان غالبؔ کو اردو اور فارسی کی شاعری سے جو عشق تھا،اس نے ان کی روح کو عدم میں جا کر بھی چین نہ لینے دیا اور مجبور کیا کہ وہ پھر کسی جسد خاکی میں جلوہ افروز ہو کر شاعری کے چمن کی آبیاری کرے اور اس نے پنجاب کے یک گوشہ میں جسے سیالکوٹ کہتے ہیں دوبارہ جنم لیا اور محمد اقبال نام پایا۔(۲۶)

سید فدا حسین شاہ اویسؔ علمی و ادبی مراکز سے بہت دور رہنے کے باوجود جس طرح اقبال اور کلام اقبال سے وابستہ رہے وہ ہر اعتبار سے قابل تحسین ہے۔اور پھر ان کا ایسے علاقے میں رہ کر اردو فارسی شاعری کی کلاسکی روایت کا شعور رکھنا جہاں کی اکثریت کی مادری زبان سرائیکی ہو، مستحسن پہلو ہے۔یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ آج سے کئی دہائیوں قبل ''تھل'' سے لاہور کا سفر اس لئے بہت کٹھن تھا کہ ان دنوں ذرائع آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھے ایسے میں اویسؔ کا تواتر کے ساتھ لاہور آنا جانا اور حضرت اقبال کی محافل میں شرکت کرنا عقیدت کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔جس کی عملی صورت ''موازنہ اقبال و غالب'' ہے۔ اس مختصر کتاب میں انھوں نے عرق ریزی سے غالب اور اقبال کے فنی اور فکری اشتراکات تلاشے ہیں اور پھر اپنے علمی، فنی اور لسانی شعور سے ان کی تشریحات بھی پیش کی ہیں۔یہ علمی کام اقبال شناسی کے تناظر میں اہمیت کا حامل ہے اور لیہ میں اقبال شناسی کی مستحکم روایت کا پتا بھی دیتا ہے۔یہی وہ روایت ہے جس کی بنا پر بعد میں ڈاکٹر مہر عبدالحق اور نسیم لیہ نے کلام اقبال کا اپنے اپنے طور پر منظوم ترجمہ کیا۔

حوالہ جات

۱۔ پروفیسر فقیر شمیم اعجاز، مؤلف کے بارے میں، مشمولہ رائے، ''موازنہ اقبال وغالب مع تشریح'' از حکیم سید فدا حسین شاہ اویسؔ، (لیہ: لیہ کتاب گھر، ۱۹۸۰ء) ص ۱۳، ۱۴

۲۔ حکیم سید فدا حسین شاہ، اویسؔ، ''موازنہ اقبال وغالب مع تشریح''، ص ۶، ۷

۳۔ ہاشم شیر خان، ''علامہ اقبال اور ڈیرہ غازی خان''، (ملتان: بیکن بکس، ۲۰۰۱ء) ص ۱۳۱

۴۔ ''موازنہ اقبال وغالب مع تشریح''، ص ۸

۵۔ ایضاً ص ۸

۶۔ اقبال، علامہ محمد، ''کلیات اقبال اردو'' (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز ۱۹۷۹ء) ص ۲۶، ۲۷

۷۔ ''موازنہ اقبال وغالب مع تشریح''، ص ۹

۸۔ ایضاً، ص ۲۷

۹۔ ایضاً ص، ۳۱

۱۰۔ ایضاً ص، ۳۴

۱۱۔ ایضاً ص، ۴۸

۱۲۔ ایضاً ص، ۵۳

۱۳۔ ایضاً ص، ۵۴

۱۴۔ ایضاً ص، ۶۳

۱۵۔ ایضاً ص، ۶۵

۱۶۔ ایضاً ص، ۶۷

۱۷۔ ایضاً ص، ۷۰

۱۸۔ ایضاً ص، ۷۹

۱۹۔ ایضاً ص، ۸۱

۲۰۔ ایضاً ص، ۸۵

۲۱۔ ایضاً ص، ۹۰

۲۲۔ ایضاً ص، ۹۳

۲۳۔ ایضاً ص، ۹۹

۲۴۔ ایضاً ص، ۱۰۹

۲۵۔ ایضاً ص، ۱۰۹

۲۶۔ شیخ عبدالقادر، سر، دیباچہ ''بانگِ درا'' مشمولہ ''کلیات اقبال''